وحدتِ اسلامی کی تشکیل میں حج کا کردار
ارشادات امام خمینیؒ کی روشنی میں

ڈاکٹر سید شہوار حسین نقوی
امام جمعہ، مراد آباد

انسان کا ہر عمل ایک مقصد کا حامل ہوا کرتا ہے اور مقصد کے بغیر انجام دیا جانے والا عمل درحقیقت فعل عبث کہلاتا ہے۔ پس یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ مذہب اسلام اپنے پیروکاروں سے مختلف قسم کے عبادتی واخلاقی اعمال کا مطالبہ تو کرے مگر اس کا کوئی مقصد نہ ہو۔ خداوند عالم تو ''الالعابدون'' کے ذریعہ عبادت کو انسانی تخلیق کا بنیادی مقصد قرار دیتا ہے اور اسلام خداوند عالم کی رضا وخوشنودی کے لئے کئے جانے والے ہر ممکن عمل کو عبادت کے نام سے تعبیر کرتا ہے۔ پس رہبر انقلاب امام خمینیؒ نے دنیائے سامراج کے جھوٹے مبلغین کو، جو حج کے دوران انجام دئے جانے والے اعمال کو ''فرسودہ رسومات'' سے تعبیر کرتے تھے، مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ الٰہی آواز پر لبیک کہنے والے یہ مسلمان خانۂ امن الٰہی کے اردگرد اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ خداوند عالم کی لازوال حمایت کے سایہ میں پوری دنیا کو امن وامان اور صلح وسلامتی کا پیغام دے سکیں اور دنیاوالوں کو یہ باور کراسکیں کہ ہمارا یہ اسلامی اتحاد دراصل انسانی اتحاد کی راہ میں ایک اہم قدم ہے۔

اسلام وہ مذہب ہے جو اپنے آفاقی پیغام وحدت اسلامی، اتحاد واتفاق کا علمبردار ہے۔ اس مذہب کی اکثر عبادات اجتماعیت پر مبنی ہیں۔ جس کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ہر روز مساجد میں نماز جماعت قائم کرنے کا شدت سے حکم دیا گیا ہے تا کہ ایک محلّہ یا ایک قصبہ کے لوگ ایک جگہ جمع ہوکر اطاعت وبندگی معبود کے ساتھ ہی ساتھ ایک دوسرے کے حالات سے آگاہی حاصل کریں اور مستضعفین کے احوال سے واقفیت حاصل کرکے ان کے مسائل حل کرنے کی کوشش کریں۔

اسی طرح ہفتہ میں ایک دن نماز جمعہ کی شکل میں مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کیا گیا تا کہ ایک شہر کے لوگ ایک جگہ جمع ہوں اور خطیب جمعہ حالات حاضرہ، ملک وعلاقہ کی ضروریات، قوم کے علمی، ثقافتی، اقتصادی اور سیاسی پہلو زیر بحث لاکر عوام کو تمام مسائل سے روشناس کرائے۔ اسی طرح سال میں دو عیدیں رکھی گئیں۔ ان عیدوں پر بھی اجتماعات منعقد کرنے کی تاکید کی گئی تا کہ سب لوگ

ایک جگہ جمع ہوکر عبادت الٰہی بجالائیں ،عید کی خوشیاں منائیں اور اسی کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے حالات وواقعات سے مکمل واقفیت حاصل کریں اور اس بات کا بین ثبوت فراہم کرسکیں کہ خداوند عالم کا پسندیدترین دین اسلام اور اس کی جملہ عبادات انفرادیت کے ساتھ ساتھ اجتماعیت کی بھی علمبردار ہیں۔ ان مقاصد کی تکمیل کی خاطر ان اجتماعات کے علاوہ ایک عالمی تاریخی اجتماع منعقد کرنے کا حکم بھی دیا گیا۔ جسے حج بیت اللہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس اجتماع میں پوری دنیا کے لوگوں کو ان الفاظ کے ساتھ دعوت دی گئی۔

"وللّٰہ علی النّاس حج البیت من الستطاع الیہ سبیلا "

آیت کریمہ میں خداوند کریم نے ''الناس'' کے ذریعہ خطاب کرکے تمام بنی نوع انسان کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی تاکہ تمام لوگ بلا تفریق رنگ ونسل میری بارگاہ میں وحدت اسلامی کا مظاہرہ کریں اور عالمی پیمانے پرمسلمانوں کے مسائل پرغور فکر کریں۔لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ آج یہ اجتماع پوری شان وشوکت کے ساتھ منعقد توہورہا ہے مگر وہ نتائج جو حاصل ہونے چاہئیں وہ حاصل نہیں ہوپارہے ہیں۔امت مسلمہ اس روح پرور عبادت کو انجام تو دے رہی ہے مگر اس کی معنویت سے نابلد ہے۔ کیا حج کا مقصد صرف یہ ہے کہ ساری دنیا کے مسلمان آئیں خانہ کعبہ کا طواف کریں، صفاومروہ پرسعی کریں، حجر اسود کو بوسہ دیں، منیٰ میں قربانی کریں اور اپنے اپنے ممالک کو واپس چلے جائیں۔؟نہیں ! ہرگز ایسا نہیں ہے۔

ہرعبادت کا اپنا فلسفہ ہے اس کی اپنی مقصدیت ہوا کرتی ہے۔ جب تک اس مقصدیت کو پیش نظر رکھ کر حج ادانہیں کیا جائے گا اس وقت تک روح عبادت حاصل نہیں ہوسکتی ۔اس نے دور دراز سے مسلمانوں کو اسی لئے جمع کیا تاکہ ان کے اندر وحدت عزم وارادہ وحدت اعمال اور وحدت رنگ ونسل پیدا ہوجائے۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس روحانی اجتماع میں ساری دنیا کے مسلمانوں کے مسائل حل کرنے کے لئے کوئی جامع لائحۂ عمل طے کیا جاتا، اورمسلمانوں کو درپیش مسائل اور ان پر ہونے والے مظالم کا سدباب کرنے کے لئے کچھ سوچا جاتا،مگر آج لاکھوں حجاج حج سے فراغت کے بعد بغیرکسی مسئلہ پرغور کئے ہوئے اپنے ممالک کو رخصت ہوجاتے ہیں۔

بیسویں صدی کی علمی اور روحانی شخصیت حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے بارہا مسلمانوں کو

حج کی مقصدیت سے آگاہ فرمایا اور اپنے ارشاد میں واضح کیا کہ خداوند عالم نے حج اس لئے واجب قرار دیا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان وحدت اسلامی قائم ہوسکے۔

حجاج کرام کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا۔

''مسلمانوں کی ایک بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ حج کی حقیقت کو سمجھیں اور غور کریں کہ آخر کیوں ہم ہمیشہ اپنے کچھ مادی وروحانی وسائل اسے برپا کرنے کے لئے صرف کرتے ہیں۔

جاہلوں، خودغرض شارحین یاوظیفہ خوروں نے ابھی تک فلسفۂ حج یہ بتایا ہے کہ یہ ایک اجتماعی عبادت ہے اور زیارت وسیاحت کے لئے ایک سفر ہے۔ حج کو اس سے کیا سروکار کہ کیسے جیا جائے، جہاد کیسے کیا جائے، اور سرمایہ داری اور اشتراکی دنیا کا مقابلہ کیسے کیا جائے حج کو اس سے کیا سروکار کہ مسلمانوں اور محروموں کے حقوق ظالمین سے کیسے واپس لئے جائیں، حج کو اس سے کیا کام کہ مسلمان ایک عظیم طاقت اور دنیا کی تیسری قوت کے طور پر ابھریں حج کو اس سے کیا سروکار کہ مسلمانوں کو ایجنٹ حکومتوں کے خلاف ابھارا جائے۔ بلکہ حج تو صرف کعبہ اور مدینہ کی زیارت کا ایک سفر ہے۔ اور بس۔

جبکہ حج انسان کی صاحب بیت سے قربت اور اس سے اتصال کے لئے ہے۔ حج صرف چند حرکات اعمال اور الفاظ کا نام نہیں۔ خشک الفاظ وحرکات کے ذریعہ انسان اللہ تک نہیں پہونچتا۔ حج معارف اسلامی کا وہ مرکز ہے۔ جس سے زندگی کے تمام زاویوں کے لئے سیاست اسلامی کا مفہوم اخذ کرنا چاہئے۔

حج مادی وروحانی رذائل سے پاک ایک معاشرے کی تشکیل کا پیغام دیتا ہے۔ حج ایک انسان کی عشق آفریں زندگی کے تمام حصوں اور دنیا میں ایک کمال یافتہ معاشرے کی تجلی وتکرار سے عبارت ہے۔ مناسک حج مناسک زندگی ہیں۔

امت اسلامی کا تعلق کسی بھی نسل اورقوم سے ہواسے ابراہیمؑ ہوجانا چاہئے تاکہ امت محمدیؐ سے اس کا ارتباط ہوسکے اور وہ متحد ہوجائے۔

حج توحیدی زندگی کی تنظیم، تمرین اور تشکیل کا نام ہے ۔ حج مسلمانوں کی مادی و روحانی صلاحیتوں اورقوتوں کے اظہار کا مرکز اور پیمائش کا معیار ہے۔

حج قرآن کی مانند ہے کہ جس سے سب بہرہ مند ہوتے ہیں لیکن مفکر، غواص اور امت

اسلامی کے درد آشنا اگر اس دریائے معارف میں اپنا دل اتاریں اور اس کے احکام وسیاست اجتماعی کے قریب ہونے اور گہرائی میں اترنے سے نہ ڈریں تو اس دریا کے صدف سے ہدایت رشد حکمت ، اور حریت کے زیادہ گوہران کے ہاتھ لگیں گے۔ اور اس کی حکمت ومعرفت کے آب شیریں سے تاابد سیراب ہوتے رہیں گے۔

لیکن کیا کیا جائے اور اس غم بے پایاں کو کہاں لے جایا جائے کہ حج قرآن ہی کی طرح مہجور ومتروک ہوچکا ہے۔ جیسے وہ کتاب زندگی اور صحیفہ کمال وجمال ہمارے خودساختہ پردوں میں پنہاں ہوچکا ہے۔ اس خلقت کا یہ گنجینہ جس طرح ہماری کج فکریوں کے ڈھیر میں دفن اور پوشیدہ ہوچکا ہے اور اس کی انس، ہدایت زندگی اور حیات بخش فلسفہ کی زبان وحشت مرگ اور قبر کی زبان تک گر چکی ہے۔ حج کا بھی یہی حال ہوا ہے۔

لاکھوں مسلمان ہر سال مکہ جاتے ہیں حضرت رسول اکرمؐ ، حضرت ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ اور جناب ہاجرہ کے نقش قدم پر اپنے قدم رکھتے ہیں۔ لیکن کوئی نہیں کہ جو اپنے آپ سے پوچھے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کون تھے؟ اور انہوں نے کیا کیا۔ ان کا مقصد کیا تھا اور وہ ہم سے کیا چاہتے تھے؟ گویا جس ایک چیز کے بارے میں نہیں سوچا جاتا وہ یہی ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ جو حج بے روح وبے تحرک ہوجس میں قیام نہ ہو جو بے برأت ہوجس میں وحدت نہ ہو اور وہ حج کہ جس کے ذریعہ کفر وشرک منہدم نہ ہو حج ہی نہیں ہے'' [۱]

حضرت امام خمینیؒ کی تقریر کے اس اقتباس سے واضح ہے کہ حج کا مقصد اس وقت تک پورا نہیں ہوتا جب تک روح حج یعنی اسلامی معاشرہ میں وحدت واتحاد قائم نہ ہو لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ اس عظیم عبادت کو اس کی معنویت کو پیش نظر رکھ کر انجام دیں تاکہ یہ عبادت شرف قبولیت حاصل کرسکے۔

حوالہ:

۱۔ حج اجتماعی اور سیاسی عبادت ص ۱۶۵

❀♦❀